Presented by: Rana Jabir Abbas

امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

امامتِ ائمہ اثنا عشر و قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

(۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ)

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

گذارش حال

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلۂ تبلیغ کا گیارہواں نمبر ہے حقیقۃً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب مذاہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اُس کا جواب تحریر فرما کر روانہ کر دیا لیکن چونکہ یہ سوال ایسا ہی جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقوں میں اہمیت کیساتھ اٹھایا جایا کرتا ہے اس لئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کر کے بطور رسالہ شایع کرنا ضروری سمجھا۔ امید ہے کہ حضرات مومنین اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما کر غیر مذاہب میں مفت تقسیم فرمائینگے اور عام اہل مذاہب سے امید ہے کہ وہ اس کو صبر و سکون کے ساتھ انصاف و رواداری کی نظر سے ملاحظہ کرینگے۔ والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

خادم ملت

سید ابن حسین سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنو

ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

امامت ائمہ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر کا قرآن سے ثبوت

(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ

سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل موارد کا بصبر و سکون و رواداری و انصاف کیساتھ نظر ڈالنا چاہئیے۔

(۱)

قرآن مجید کا طرز بیان

جہانتک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اُس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت مین ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو اُن نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱) یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔

"خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہے لوگون کیلیے تاکہ وہ اُسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھین"

(۲) ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابیٰ اکثر الناس الا کفورا۔

"ہم نے لوگون کیلیے اس قرآن مین ہر بات کے نظائر پیش کیے ہین لیکن اکثر لوگون نے اُنکے نتائج سے کفر اختیار کیے بغیر نہ مانا"

(۳) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل۔

"ہم نے لوگون کیلیے اس قرآن مین ہر قسم کی نظیر پیش کی ہے۔"

(۴) ولقد انزلنا الیکم آیات مبینات ومثلا من الذین خلوا من قبلکم وموعظۃ للمتقین۔

"ہمنے تم لوگون کی جانب کھلی ہوئی واضح نشانیان اور سابقہ امتون کے نظائر اور متقین کیلیے موعظہ کی باتین نازل کی ہین"

(۵) ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بھذا مثلا یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون

"خدا اُسکو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور کی نظیر پیش کرنے مین کوئی باک نہین ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہین وہ سمجھے ہین کہ اسکے تحت مین کوئی حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے اور جو لوگ کفر اختیار کیے ہوئے ہین وہ تجاہل کے طور پر کہتے ہین

jabir.abbas@yahoo.com

عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٰئک ھم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ اس سے راہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنیوالے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انھیں درہم و برہم کرتے ہیں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھاتے ہیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہونگے ۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سابقین کے واقعات اور اُن کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقین کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں ظاہری صورت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہونے سے بچانے کے لئے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کے تفریح قلوب کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کرتا ہے لیکن یہ تمام امور اُس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں، اس نے قصاً طور پر

بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس میں صرف مثال کے طور پر ہے۔ یہ اس امت کے سبق حاصل کرنے کیلئے ہے اور ان میں سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہیئے اور صرف اس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "فاقصص القصص لعلهم یتفکرون" "انکے سامنے واقعات وحالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ ان کے نتائج میں غور کریں" "لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب" "ان لوگوں کے قصوں میں صاحبان عقل کیلئے سبق ہیں"۔ "وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک وجاءک فی هذه الحق وموعظة وذکری للمؤمنین" "ہر ایک بات جو انبیاء کے واقعات میں سے ہم تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل میں تمہاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یاددہانیاں پیش کیجاتی ہیں۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰ تھے

توریت وانجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثنا میں کہ جہاں حضرت موسیٰ کی وہ تقریر درج ہے جو انہوں نے عبر اردن کے جنگل میں چالیسویں برس کے گیارھویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

jabir.abbas@yahoo.com

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب ۱۸ آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔

اے قوم اسرائیل، خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اسکی طرف کان لگاؤ۔ جیسا کہ تم لوگوں نے حورب میں اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی۔ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے ٹھیک بات اچھی کہیں۔ میں انکے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اس کو نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو یہ نبی جسکی خبر دی جا رہی حضرت مسیح کے علاوہ تھا اسکا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹ تا ۲۶ سے ملاحظہ ہو۔

"یوحنا کی گواہی یہ ہے جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو یہ پوچھنے بھیجا کہ اس سے پوچھیں تو کون ہے تو اس نے اعتراف کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر تو کیا ہے؟ کیا تو ایلیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہمیں بھیجا ہے جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔۔۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نبی نے کہا ہے، یہ لوگ جو گفتگو کے لئے بھیجے گئے فریسیین میں سے تھے، انھون نے اس سے پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہین ہے اور نہ ایلیا ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسما کیون دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب دیا کہ مین پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہے ایک ایسا شخص جس کو تم نہین جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنیوالا ہے لیکن مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہین ہون وہی ہے"۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصون کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا، دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینون باتون کی اپنے سے نفی کردی کہ مین نہ ایلیا ہون اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے والون نے مانا اور نہ ماننے والون نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے بنی اسرائیل کے بھائیون یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ص کا ظہور ہوا،

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام اون اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھین چنانچہ سب سے پہلے اُس نے یہ کیا کہ زیادہ تر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا ہیا تک کہ جس طرح عیسی کا لقب مسیح تھا اسیطرح ہمارے نبی آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایھا النبی انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذیرا۔ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی۔ یا ایھا النبی قل لازواجك یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین۔ یوم لا یخزی اللہ النبی۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك۔ یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ان ذلکم کان یؤذی النبی۔ یا ایھا النبی انا احللنا لك ازواجك۔ ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ له۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء۔ یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشة مبینة۔ و یستاذن فریق منھم النبی النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم یا ایھا النبی اتق اللہ وغیرہ

اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا "بین (خدا) اپنا کلام اُس کے مونھ مین دونگا" جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُس کے منھ سے نکلیگا وہ خداوندعالم کی وحی ہوگی اس کو قرآن مین اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی پھر دوسرا وصف "جو کچھ مین اُس سے فرماؤنگا وہ سب انسے کہیگا" جس کے معنی یہ ہوے کہ اُسکی تبلیغ اور اُسکی تعلیم امر خدا کے تحت مین ہوگی، اُس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ تیسری بات "جو اُسکی باتون کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کرونگا" اسکے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے

ومن یکفر بہ فاولٰئک ھم الخاسرون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات "جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کے متعلق سے بھی طور سے ارشاد ہوا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تمہارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب رسول (حضرت موسیٰ) کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے اندر جو بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب حضرت موسیٰ کے مثیل و شبیہ تھے اور آپ کے امت حضرت رسولؐ کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت حاصل ہے۔

(۴)

حضرت موسیٰ کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب قدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا کہ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے۔ ارشاد ہوا ہے ولقد آتینا

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ۔ ہم نے موسی کو کتاب عطا کی ہیں تم کو شک نہونا چاہیئے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کیلئے اور ہم نے ان میں کچھ ائمہ مقرر کئے جو ہمارے اوامر و احکام کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے ۔

اس سے طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے ائمہ مقرر فرمائے تھے اسیطرح ان ائمہ کی شان بھی معلوم ہوگئی کہ یھدون بامرنا یعنی انکے ہدایات و احکام سب کے سب خدا کی مرضی اور اسکے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی و حکم خداوندی کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی ۔

اور یہ نتیجہ ہی تھی درجہ ایک نفسی کا جس کا اعلان ہے اسکے معنی یہ ہوے کہ خداوند عالم نے جس شان سے تقرر کا اعلان فرمایا اسی کے ساتھ ان کی عصمت کا اظہار بھی فرمادیا ہے ۔

(۵)

قوم حضرت موسیٰ کے نقبا و سرداران کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا

Presented by: Rana Jabir Abbas

وقال الله انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ و اٰتیتم الزکوٰۃ و اٰمنتم برسلی و عزرتموھم و اقرضتم الله قرضاً حسنا لاکفرن عنکم سیّاٰتکم ولادخلنکم جنات تجری من تحتها الانھار فمن کفر بعد ذٰلک منکم فقد ضل سواء السبیل ۔ "خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عھد وپیمان لیا اور اُن میں سے بارہ نقیب مقرر کئے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ مین تمھارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہون اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولون پر ایمان لائے اور اُن کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو مین تمھارے گناہون کا کفارہ قبول کرون گا اور تم کو داخل کرون گا ان بہشتون مین کہ جن کے نیچے سے نہرین بہتی ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہو گیا"۔

اس مین خداوند عالم نے اسبات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ مین نقباء کی تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے ان کے اتباع اور پیروی کا عھد لیا گیا اور انکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت مین ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔

اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ بتلا کر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل مین بارہ امام ہونیکی خبر دی ہے ۔ ملاحظہ ہو سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰ ارشاد باری ہے حضرت ابراہیم سے:

"اور اسمٰعیل مین نے اسکے حق مین تیری بات سنی ۔ دیکھ اب مین اسکو برکت دونگا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور اُس کو بارآور کروں گا اور بہت افزائش دوں گا اور اُس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور میں اُس کو بڑی قوم بناؤں گا۔"

(٦)

حضرت موسیٰ کے جانشین اُنکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید میں متعدد سورتوں سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر اُنکے بھائی ہٰرون تھے چنانچہ ارشاد ہوا۔ ولقد آتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھٰرون وزیرا "ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہٰرون کو اُن کا وزیر منتخب کیا"۔

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھٰرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ "(موسیٰ نے) کہا کہ بارالٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے گھرانے میں سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ھٰرون کو، اُسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں اُسکو میرا شریک بنا تاکہ

jabir.abbas@yahoo.com

ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا"۔

اس میں صاف امت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ میں جو موسیٰ کی قائمقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس امت میں بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقا لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا "یہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنے پیش رو کتب کی تصدیق کرنیوالی ہے، بیشک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور نگران ہے، پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے ان لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے"۔

یہ اصطفاء وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا ہے ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العالمین الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس۔ یہی اصطفاء وہ ہے جو رسالتمابؐ کے اوصاف کا جوہر بنکر حضرتؐ کے القاب میں

"محمد المصطفیٰ کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اس کا امت رسول میں پتہ دیا گیا ہے کہ کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی کو قرآن مجید کا وارث یعنی اسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب قدرت الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور انکی ذریت بھی انکے نقش قدم پر چلتی ہے تو ہم ان کے مراتب مدارج میں انکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں"

ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی رسول و پیشوائے خلق کے بعد در صورتیکہ اسکی ذریت بھی اسکے نقش قدم پر چلنے والی اور مومن ہو تو اسی جانشینی و تمام تعامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اسکی ذریت کو

حاصل ہوگا۔ نظام مقررۂ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی حضرت احدیت عز اسمہ نے امت رسالتمآبؐ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے و لقد ارسلنا نوحا و ابراھیم و جعلنا فی ذریتھما النبوۃ و الکتاب "ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور انکے بعد انکی ذریت میں نبوت و کتاب کو باقی رکھا"۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح و ابراہیم کی جانشینی انکے بعد انکی ذریت کو عطا کی گئی وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح و ابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت کی بنا پر نبوت نہیں تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کہکر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کیلئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونیکے قابل نہیں ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم "جس دن جب ہم ہر زمانہ کے لوگوں کو ان کے امام کیساتھ بلائینگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگوں کی سوائے اسکے کوئی نہیں جسکا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کر کے اظہار فرمایا ہے

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم
شہیدا "ہم نے تم کو امت وسط یعنی نیک اخلاق و اوصاف میں حد اعتدال ع پر قائم
رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے
اوپر گواہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگوں کے ساتھ بلائے جائینگے وہ
ہیں جو رسول کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس و حاکم ہیں اور انہی کو امام کہا
جا سکتا ہے۔

انہی کی معیت اور اتباع کا ہر زمانہ والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایہا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور
صادقین کے ساتھ رہو"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل
کیساتھ جو حقیقی معنی میں عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے امت ہے۔ ارشاد
ہوتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ہاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے
(پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

ع اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے،

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ غائب کے معنی معدوم کے نہیں ہیں ورنہ غائب وہی ہے جو آنکھوں کے سامنے موجود نہ ہو بلکہ غائب وہ ہے کہ جو موجود ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل۔ سابقہ بیانات سے ہر زمانہ میں ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور میں موجود ضرور ہے۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھیں کھول کر مشاہدہ کریں، جستجو کریں، ڈھونڈیں لیکن اُس کا سراغ نہ ملے، آنکھوں سے دکھلائی نہ دے، اُس کا مشاہدہ نہ ہو تو اسکے معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت میں مستور۔ انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین غیب کا تعلق خدا سے ہے، اسکے انتظار کی ضرورت ہے۔

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہے

اور

اُس پر ایمان ضروری ہے

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اُس میں بہت نمایاں

jabir.abbas@yahoo.com

الفاظ مین نظر آتا ہے کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والون کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہین اور نماز پڑھتے ہین اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہین اور جو ایمان لائے ہین تمھارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمھارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہین۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آ گیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر مین مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ و ایمان ہے اور اُس پر ہدایت و فلاح کا انحصار ہے

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآب کے بعد فرق اہل اسلام کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہین اور تلاش کرتے ہین ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ مین (۱) امت رسالتمآب مین (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہون۔ (۲) اُنکی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔

(۳) رسولؐ کا وصی و جانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلۂ امامت و جانشینی رسالتمآب اور اُنکے بھائی کے بعد اُنہی کی ذریت (اولاد) مین یکے بعد دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی سے مبرا حقیقی معنی مین یھدون بامرنا کے مصداق ہون اور وہ وارث کتاب ہون یا بمعنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل و تفسیر کا علم اُن سے مخصوص ہو اور وہ لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط و اختصاص رکھتے ہون (۶) ہر زمانہ مین ائمہ معصومین مین سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد مین ایک نہ ایک باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جا سکے (۷) اُن مین سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت مین مستور اور اُس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت مین ضروری ہو۔ بیشک جب ہم تلاش کرتے ہین تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات مین نظر نہین آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا عشریہ اعتقاد رکھتے ہین کسی پر منطبق نہین ہو سکتے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ

PRINTED